Fikr-o-Nasar (Islamabad) 26:2 (1988)

ابو بکر الجصاص اور احکام القرآن

ڈاکٹر محمد اکرم

ہم نے مجلہ فکرونظر کے شمارہ (ستمبر ۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء) میں جناب مولانا محمد میاں صدیقی صاحب کے مقالہ ,,ھدایہ اور صاحب ھدایہ،، کے تعارف کے سلسلے میں لکھا تھا کہ ,,ھمارے اسلاف نے جس محنت ۔ لگن اور تحقیق و تفحص سے علم کی خدمت کی اور خاص طور پر علوم شرعیہ میں جس جز رسی کی انتہا پر قدم رکھا وہ مسلمانوں کی تاریخ کا قابل فخر باب ہے۔ ان کی کتب کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے معرکۃ الاراء ھیں، ھماری بدقسمتی کہ آج ھم ان سے پوری طرح متعارف نہیں ھیں ۔ ھماری خواھش ہے کہ ھم ,,فکرونظر،، کے ھر شمارے کے چند صفحات کسی ایک علمی و تحقیقی کتاب کے تعارف کیلئے وقف کر دیں .... ھم یہ سلسلہ جاری رکھنا چاھتے ھیں ۔ اس لئے اپنے علمی معاونین سے معاونت کے خواستگار ھیں ،، اس گذارش کی طباعت ثانی سے مقصود یاددھانی ہے۔ ھم اھل علم و فضل کے تعاون سے ھی یہ کام سر انجام دے سکیں گے ۔

(مدیر)

الجصاص کے حالات زندگی :

الجصاص چوتھی صدی ھجری میں پیدا ھوئے ۔ (وہ چوتھی ھجری جس میں سیاسی بےقاعدگیاں عروج پر تھیں اور جس میں اختلافات مابین سنی اور شعیہ بہت حد تک وسیع تھے ۔) آپ کا مکمل نام احمد بن علی ابوبکر الرازی الحنفی الشھیر بالجصاص ہے۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

آپ ۳۰۵ھ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کو الرازی اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ فارس کے شہر ,,رے،، میں پیدا ہوئے ۔ (۱) بعض علماء نے آپ کی جائے پیدائش بغداد بتائی ہے ۔ (۲) لیکن ہمیں اس نظریہ سے اتفاق نہیں ہے ۔ کیونکہ بےشمار ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ الجصاص بغداد میں ۳۲۴ھ میں تشریف لائے ۔ اس بیان کی تائید میں مندرجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں ۔ عمر رضا کہتے ہیں ۔ ,,الجصاص جو کہ حنفی اصولی تھے نوجوانی کے عالم میں بغداد تشریف لائے،، ۔ (۳) اسی طرح خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ جصاص بغداد میں اس وقت تشریف لائے جب کہ وہ نوجوان تھے ۔ یہاں آ کر وہ ابوالحسن الکرخی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے ۔ (۴)

لفظ الجصاص کی تشریح کرتے ہوئے علامہ السمعانی رقمطراز ہیں کہ ,,جص کے معنی ہیں چونا کرنا اور جصاص وہ ہوتا ہے ۔ جو چونا کرے یا قلعی کا کام کرے ۔ (۵) یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض آئمہ نے جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیتیں سمجھا ہے ۔ اس پر ابن قطلوبغا نے خبردار کیا ہے کہ جو لوگ جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیات تصور کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ۔ دراصل وہ ایک ہی شخصیت تھے ۔ (٦)

ابوبکر الجصاص ۳۰۵ھ میں ,,رے،، کے مقام پر پیدا ہوئے ۔ جب آپ بغداد میں پہنچے اس وقت آپ کی عمر ۱۹ سال تھی ۔ یہاں پر آپ نے اپنے استاد ابوالحسن الکرخی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ۔ (۷) اس کے بعد آپ آھوز چلے گئے ۔ جہاں پر کچھ دن گذارنے کے بعد آپ پھر بغداد آ گئے اور دوبارہ ابوالحسن الکرخی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے ۔ (۸) ابوبکر الجصاص قرآن حکیم

اور حدیث پر مکمل عبور رکھتے تھے اور اپنے وقت کے مشہور فقہیہ تھے ۔ آپ کی کتاب احکام القرآن اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ قرآنی علوم پر دسترس رکھتے تھے ۔ جہاں تک علم حدیث کا تعلق ہے وہ آپ نے الحاکم النیشا پوری سے حاصل کیا ۔ (۹) اس سلسلہ میں آپ نے نیشاپور کا سفر بھی کیا ۔

Spies کے قول کے مطابق آپ الکرخی کی وفات کے بعد بغداد میں حنفیوں کے گروہ کے سرغنہ بن گئے ۔ (۱۰) الجصاص سخت متعصب انسان نہیں تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے محدثین اور فقہاء کے مابین ثالثی کے فرائض سر انجام دیئے ۔ (۱۱) آپ فقہ کے بلند پایہ عالم تھے ۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے جو کتب تحریر کیں وہ زیادہ تر فقہ سے تعلق رکھتی ھیں ۔ (ذیل میں ان کتابوں کا مختصر تعارف درج ہے) ۔ خطیب بغدادی کے قول کے مطابق الجصاص کو دو مرتبہ قاضی القضاہ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا ۔ مگر آپ نے انکار کر دیا السمیری کی روایت کے مطابق ابوبکر الابہری کا قول ہے کہ ,,بغداد کے خلیفہ مطیع اللہ کا سفیر ابوالحسن میرے پاس آیا اور مجھے قاضی بننے کی درخواست کی ۔ میں نے انکار کر دیا اور الجصاص کا نام تجویز کیا ۔ ,,اس دوران میں الجصاص سے بذات خود ملا اور اس عہدہ کے قبول نہ کرنے کی ترغیب دلائی ۔ کچھ دن بعد ابوالحسن میرے پاس دوبارہ آئے اور الجصاص کے پاس چلنے کی درخواست کی ۔ میں انھیں الجصاص کے پاس لے گیا ۔ مگر الجصاص مجھے دیکھتے ھی کہنے لگے کہ آپ نے تو مجھے نصیحت کی تھی کہ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول نہ کروں اور اب آپ بطور سفارش خود آ موجود ھیں ۔ ابوالحسن کو یہ بات ناگوار گذری اور ابوبکر الابہری کو کہنے لگے کہ ,,آپ ایسے آدمی کے بارے کیوں کہتے ھیں ۔ جس کو

آپ خود قاضی بننے سے منع کرتے هیں - » ابوبکر الابهری کهنے لگے ,,اس سلسله میں، میں نے امام مالک بن انس کا طریقه اختیار کیا ہے۔ جنهوں نے مدینه کے لوگوں کو کہا تها که نافع کو نماز کے لئے امام بنا لیں اور ساتھ هی نافع کو منع کر دیا که آپ لوگوں کے امام نه بنیں اور جب امام مالک سے اس طرز عمل کے بارے سوال کیا گیا تو انهوں نے کہا - ,,نافع کا نیکی میں درجه بہت بلند ہے اور انهوں نے اگر ایسا کیا تو لوگ حسد کی وجه سے ان کے دشمن هو جائیں گے - » اسی طرح میں نے الجصاص کو پسند کیا - کیونکه نیکی میں کوئی دوسرا ان کے هم پله نهیں اور انهیں اس لئے منع کیا که انهوں نے الله تعالی کی مرضی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا ہے- » (مگر قاضی القضاۃ بننے کے بعد لوگ آپ سے حسد کریں گے اور اس طرح طعن و تشنیع کے ذریعه ان کو بدنام کرنے کی کوشش کریں گے -) (١٢)

اس قصه سے مندرجه ذیل مطالب اخذ کئے جا سکتے هیں - یه که الجصاص ذاتی طور پر سرکاری منصب قبول کرنے کے حق میں نه تھے۔ دوسرا وه وقت کے جید امام تھے اور ان کا رعب و دبدبه اتنا زیاده تها که خلیفه وقت کے سفیر بهی بلاواسطه ملاقات سے کتراتے تھے اور انهیں کسی نه کسی کا سہارا لینا پڑتا تها -

تصانیف :

ابوبکر الجصاص کی بیشتر تصانیف فقه کے ارد گرد گھومتی هیں۔ مؤرخین اور تذکره نگاروں نے الجصاص کی کتابوں کی تعداد نو (٩) گنوائی ہے- جن کا مختصر تعارف پیش کیا جا رها ہے-

(١) اصول الجصاص (اصول الفقه) :

اصول الفقه پر یه کتاب دو ناموں سے مشهور ہے (١) اصول الجصاص (٢) الفصول فی الاصول - یه کتاب احکام القرآن کا مقدمه

ہے احکام القرآن میں جب بھی کسی اصول کے متعلق گفتگو کرنے کا موقع آتا ہے۔ جصاص فوراً اپنی کتاب اصول الفقه کا حواله دیتے ھیں که اس مسئله کو وھاں دیکھا جائے جو اس بات کا صریح ثبوت ہے که اصول الفقه ، احکام القرآن سے قبل ترتیب دی گئی ۔ اس کتاب کے تین نسخے (مخطوطے) ھیں۔ایک مخطوطه جامعة الازھر میں ہے۔ دوسرے دو مخطوطے دارالکتب مصر میں ھیں ۔ ایک مخطوطه دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ جن کے نمبر ۲٦ اور ۱۹۱ فقه حنفی ھیں ۔ دوسرے نسخے کا نمبر ۲۲۹ اصول ہے ۔ اس نُسخے کی ایک کاپی پشاور یونیورسٹی میں موجود ہے۔ مؤخرالذکر دونوں مخطوطوں کی مائیکروفلم ناچیز کے پاس بھی موجود ھیں ۔

الجصاص کی کتاب ,,اصول الفقه،، کا حصه اول کویت سے جمیل النشمی نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کے دوسرے حصے کے ابواب الاجتہاد اور قیاس پر ڈاکٹر قاضی سعیداللہ نے کام کیا ہے ۔ الجصاص پر پاکستان میں ھونے والا اپنی نوعیت کا یه پہلا اور بہترین کام ہے۔ اس دوسرے حصے کے ,,ابواب النسخ،، پر برطانیه کی یونیورسٹی سینٹ اینڈ ریوز میں تحقیق ھوئی ہے ۔ ان ابواب پر ایک مفصل مقدمه تحریر کیا گیا ہے ، جس میں امام شافعی اور امام الجصاص کے نظریات کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ یه تحقیق ناچیز کے ھاتھوں عمل میں آئی ۔

یہاں یه امر قابل ذکر ہے که الجصاص کی کتاب ,,اصول الفقه،، کا تعارف فروری مارچ ۱۹۸۷ء میں امریکه کے مجله ,,J.A.O.S میں شائع ھوا ہے۔ اور اس سے قبل ,,الجصاص کے نظریه علت اور قیاس،، پر ایک مضمون مارچ ۱۹۸۲ء میں اسی مجله میں شائع ھو چکا ہے۔

الجصاص کی احکام القرآن کے علاوہ سب سے پہلا کام جصاص پر ستمبر ۱۹۷۳ء میں ھوا ۔ نبیل شھابی نے The in fluence of stoic

logic on jassas,, کے عنوان سے ایک آرٹیکل The Cultural Context of Medieral learning میں شائع کیا ۔ یہ مضمون بہت ھی مفید ہے۔

۲ ۔ شرح الجامع الکبیر :

امام محمد بن الحسن الشیبانی نے سیر کے موضوع پر ایک کتاب تحریر کی جس کا نام الجامع الکبیر رکھا ۔ حاجی خلیفہ کے مطابق وہ مصنفین جنھوں نے اس کتاب کی شروح لکھیں ان میں الجصاص کا نام سرفہرست ہے ۔ (۱۳) ابن الندیم کے قول کے مطابق الشیبانی کی الجامع الکبیر پر الجصاص کی شرح ایک عمدہ کتاب ہے (۱۴) بڑے افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ یہ کتاب ابھی تک منظر عام پر نہیں آ سکی اور مخطوطہ کی شکل میں دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔ اس کی دو جلدیں ھیں ۔ دونوں جلدیں فقہ حنفی کے تحت ۴۵> اور ۳٦> نمبروں کے ساتھ محفوظ ھیں ۔ (۱۵)

۳ ۔ الجامع الصغیر

حاجی خلیفہ نے اس کتاب کو الکشف الظنون میں ,,الجامع الصغیر،، کے تحت درج کیا ہے۔ لیکن تلاش بیسار کے باوجود اس کا پتہ نہ مل سکا ۔ تاھم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب الجصاص کی تصنیف ہے۔ (۱٦)

۴ ۔ شرح المختصر الکرخی :

الکرخی کا شمار آپ کے اساتذہ میں ھوتا ہے۔ اپنے استاد سے محبت کی وجہ سے آپ نے ان کی کتاب کی شرح لکھی ۔ ھماری تحقیق کے مطابق اس کتاب کا نسخہ آج کل موجود نہیں ہے۔

۵ ۔ شرح المختصر الطحاوی :

تمام تذکرہ نگار متفق ھیں کہ الجصاص نے ,,المختصر الطحاوی،، کی شرح لکھی ۔ الحمدللہ یہ کتاب آج بھی مصر کے دارالکتب میں

موجود ہے۔ سیّد فواد جنھوں نے دارالکتب میں موجود مخطوطات کی فہرست مرتب کی ہے۔ اس کتاب کے تحت رقمطراز ھیں کہ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد پر کوئی تاریخ درج نہیں ۔ مگر قرین قیاس ہے کہ یہ پانچویں صدی هجری کی تحریر ہے ۔ البتہ دوسری جلد کے بارے وہ صریحاً لکھتے ھیں کہ یہ ۷۴۸ ھ کی تالیف ہے اور اس کو علامہ الاتقانی نے مکمل کیا (۱۷)۔

٦ ۔ شرح الاسماء الحسنی :

یہ کتاب ھماری تحقیق کے مطابق کہیں بھی موجود نہیں ۔

۷۔ شرح ادب القاضی للخساف: ۔

احکام القرآن اور اصول الفقہ کے بعد الجصاص کی یہ سب سے بہترین تصنیف ہے۔ اس کتاب کو ٦٢٩ ھ میں نقل کیا گیا اور اس کا مخطوطہ استنبول کی لائبریری میں جاراللہ ١٦٨٩ نمبر کے تحت ۲۰۱ صفحات پر مشتمل موجود ہے۔ تاھم یہ خوشی کی بات ہے کہ یہ کتاب چھپ کر ھمارے پاس آ چکی ہے۔ یہ کتاب یقیناً الجصاص کی علمیت کی آئینہ دار ہے۔

۸ ۔ فتاویٰ جصاص : ۔

یہ کتاب جصاص کے فتاوی پر مشتمل ہے مگر ھمارے علم کے مطابق یہ کتاب مفقود ہو چکی ہے۔ تاھم اگر کہیں سے یہ کتاب ھاتھ لگ جائے تو بےشمار مسائل کے حل میں ممد و معاون ثابت ہو گی ۔

۹ ۔ احکام القرآن : ۔

الجصاص کی تمام کتابوں سے قبل یہ کتاب مصر سے ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۸ء میں شائع ھوئی ۔ عبدالرحمن نامی شخص اس کتاب کو سب سے قبل متعارف کرانے آئے ۔ پاکستان میں سہیل اکیڈمی لاھور والوں نے بھی اس کتاب کو شائع کیا ۔ تاھم ھماری یہ سوچی

سمجھی رائے ہے کہ اس کتاب کو دوبارہ سے شائع کیا جائے اور اس میں موجود غلطیوں کو دور کیا جائے۔

اساتذہ :۔

الجصاص فقہ حنفی کے ,,امام،، ابوحنیفہ سے بےحد متاثر تھے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ کا ہر مسئلہ پر دفاع کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اصحاب کے نزدیک آپ مقلد تھے اور مجتہد نہ تھے۔ الجصاص کے اساتذہ میں ہمارے سامنے دو نام آتے ہیں۔ ایک ابو سہل زجاج اور دوسرے ابوالحسن الکرخی۔ اول الذکر سے آپ نے بہت کم مسائل درج کئے ہیں۔ جب کہ ابوالحسن الکرخی کے نظریات کی الجصاص پر گہری چھاپ ہے۔ الجصاص نے جگہ جگہ اپنے استاد کے قول درج کئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ابوالحسن کی آراء کو اکٹھا کر لے تو یقیناً یہ ایک تحقیقی کام بن سکتا ہے۔

ابن الندیم کے مطابق الکرخی ایسے عظیم فقیہہ تھے کہ آپ سے اس وقت کے تمام علماء مشورہ لیا کرتے تھے اور وقت کے بےشمار علماء نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نڈر قسم کے انسان تھے اور ۸۱ سال کی عمر میں مفلوج ہوکر اس دارفانی سے رخصت ہوئے۔ (۱۸)

آپ کے حدیث کے اساتذہ میں ابوالعباس الاصم (م ۳۴۶ھ)، ابو عمر غلام ثعلب (م ۳۴۵ھ) الطبرانی (م ۳۶۰ھ) الاصفہانی (م۳۴۶ھ) عبدالباقی بن قانع (م ۳۵۲ھ) قابل ذکر ہیں۔ الجصاص نے عبدالباقی بن قانع پر سب سے زیادہ اعتماد کیا ہے۔ احکام القرآن کے مقدمہ میں خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ,,وروی الحدیث عن عبدالباقی بن قانع و اکثر عنہ فی احکام القرآن،، ـــــ (مقدمہ الجزء الاول)۔ ڈاکٹر سعیداللہ قاضی اپنی کتاب ,,الفصول فی الاصول،،

(ابواب الاجتہاد و القیاس) کے صفحہ نمبر ۳۸ پر رقمطراز ھیں کہ مشھور محدث دارالقطنی نے بھی عبدالباقی سے احادیث روایت کی ھیں اور ساتھ ھی یہ کہا ہے کہ عبدالباقی بن قانع سے اکثر غلطیاں سرزد ھوتی تھیں ۔

احکام القرآن کی خصوصیات :۔

احکام القرآن فقه و تفسیر اسلامی کی کتب میں بڑی اهمیت کی حامل ہے۔ فقه حنفی میں یه کتاب ایک ,,اصل،، کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجه ہے که جصاص کی یه کتاب آج تک علماء میں مقبول و متداول ہے۔ جو بات محمد میاں صدیقی صاحب نے ,,کتاب الهدایه،، کے بارے میں لکھی ہے ۔ وہ ابوبکر الجصاص کی احکام القرآن پر بھی منطبق ھوتی ہے ۔ انہی الفاظ کو هم یہاں دوبارہ لکھنے کی جسارت کرتے ھیں ۔ ,,علوم و فنون کی تاریخ میں یه بات کم دیکھنے میں آئی ہے که وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کسی کتاب کی اهمیت و افادیت میں اضافه ھوتا رھے۔ عام طور پر یه ھوتا ہے که اچھی سے اچھی کتاب کی بھی ایک مدت ھوتی ہے۔ ایک خاص وقت اور مدت گذرنے کے بعد کتاب کی اهمیت و افادیت کم ھو جاتی ہے۔ لیکن ھدایه کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔ یه کتاب چھٹی صدی ھجری میں لکھی گئی اور اب آٹھ صدیوں کی طویل مدت گذرنے کے بعد نه اس کی اهمیت میں کوئی کمی آئی نه لوگ اس کی ضرورت سے بے نیاز ھوئے ۔ بلکه گذشته نصف صدی میں اس کی ضرورت میں اضافه ھوا ہے۔ ,,احکام القرآن چوتھی صدی ھجری میں تحریر کی گئی اور اب ایک ھزار سال کی مدت گذر گئی ہے۔ مگر اس کی مقبولیت میں روز بروز اضافه ھو رھا ہے۔ اس کا ثبوت هم اوپر درج کر چکے ھیں که جصاص پر جتنا کام اس آخری نصف صدی میں ھوا، اتنا کبھی نہیں ھوا ۔

احکام القرآن کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ یہ کتاب شروع سے لے کر آخر تک ایک ھی طرز اور اسلوب کی حامل ہے۔ چنانچہ قاری کے لئے ایک تسلسل برقرار رهتا ہے۔ جوں ھی وہ اس کتاب کے مطالعہ کو شروع کرتا ہے۔ اسے الجصاص کے طرز تخاطب سے دلچسپی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ احکام القرآن کا مطالعہ کرنا اتنا آسان بھی نہیں ہے جس کی وجہ الجصاص کی خاص استعمال کردہ اصطلاحات ھیں ۔ جو شخص ان سے واقف ہو جاتا ہے پھر اس کے لئے الجصاص کے دلائل کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے ۔ مثلاً الجصاص اس کتاب میں ,,بدیا،، کا لفظ استعمال کرتے ھیں جو اس بات کی نشاندھی کرتا ہے کہ الجصاص ابھی یہ بات کہہ کر آگے بڑھتے ھیں ۔ یعنی وہ دلیل جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ یہاں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ضروری اصطلاحات کا تعارف کرا دیا جائے ۔ تاکہ قاری کو احکام القرآن کا مطالعہ کرتے وقت کوئی دقت پیش نہ آئے ۔ جہاں پر لفظ ,,قال،، کے الفاظ ملتے ھیں۔ اس سے اکثر الجصاص اپنے استاد ابوالحسن الکرخی کے نظریات کو بیان کرتے ھیں اور جونہی وہ اپنی طرف سے کوئی بات کرتے ھیں ۔ وہ ,,قال ابوبکر،، کے الفاظ سے شروع کرتے ھیں ۔ یہ طریقہ کار تقریباً ان کی تمام کتابوں میں رہا ہے ۔ جہاں ,,قال اصحابنا،، کے الفاظ ہوتے ھیں اس سے مراد امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام محمد ابن الحسن الشیبانی، امام الکرخی، امام الطحاوی اور دیگر مشائخ ہوتے ھیں ۔ امام الجصاص کے ہاں دلالۃ النص، اقتضاء النّص اور دیگر اصول فقہ کی اصطلاحات کا استعمال بھی عام ہے ۔ اسی طرح ,,فحوی الخطاب،، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ ذیل کی نص یا حکم چند دوسرے احکامات پر بھی مشتمل ہے ۔ جب ,,عندنا،، کا لفظ آئے تو اس سے

مراد احناف لئے جاتے ھیں ۔ جب کسی مسئلہ کی وضاحت ضروری ھو تو ,,قدبینا،، یا ,,الذی قدمنا،، کے الفاظ نظر آتے ھیں ۔

محمد میاں صدیقی نے اپنے مضمون ,,شیخ برھان الدین مرغینانی اور ان کی کتاب الھدایہ میں الکمال پاشا (م ۹۴۰ھ) کے ایک مختصر رسالہ،، طبقات الفقھاء،، سے مجتہدین کے سات طبقے گنوائے ھیں ۔ ان میں تیسرا درجہ مجتہد فی المسائل کا ہے۔ اس درجہ میں ابوبکر الجصاص کا نام نامی موجود نہیں ہے۔ لیکن یہ امر یقینی ہے کہ ان کا نام امام الکرخی اور امام ابوجعفر الطحاوی کے بعد تیسرے درجہ پر ہے۔ کیونکہ الجصاص نے چوتھی صدی ھجری میں حنفی فقہ کی وہ خدمت کی ہے جو رھتی دنیا تک یاد رھے گی ۔ آپ کی کتابوں کو سامنے رکھ کر آنے والے فقہاء نے استنباط کئے ھیں ۔ اور یہ کہنا بھی غلط نہ ھوگا کہ آپ کے علم کو آگے پھیلایا ہے ۔ یہی نہیں موجودہ دور کے مفسرین مثلاً ابوالاعلی مودودی کی تفہیم القرآن اور مولانا محمد شفیع کی معارف القرآن پر نظر ڈالی جائے تو الجصاص کے خیالات کی عملی تفسیر نظر آتی ھیں ۔ لیکن الجصاص کی تصانیف اور پھر بعد میں آنے والے اصحاب کی اگر آراء کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بعض حضرات جصاص کو ,,مجتہد فی المذھب،، کے درجہ پر دیکھنا چاھتے ھیں (۱۹)

جصاص کی کتب میں جو اھمیت احکام القرآن کو حاصل ھوئی ہے وہ اور کسی کو حاصل نہیں ھو سکی ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ کتاب الجصاص کی بقیہ کتب میں سب سے پہلے متعارف ھوئی اور بار بار شائع ھوئی ۔ یہ فقہ کی تمام کتابوں کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ احکام القرآن میں کسی مسئلہ کو پیش کرتے وقت عموماً ابوبکر الجصاص کا طریقہ یہ رھا ہے کہ آپ قرآنی آیت کو پیش کر کے اس

پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کے اقوال درج کرتے ھیں ۔ اس کے بعد آپ اپنے اصحاب کے اقوال درج کرتے ھیں ۔ اسی طرح امام شافعی، امام مالک، امام اوزاعی اور امام ثوری کا نقطہ نظر سامنے لاتے ھیں ۔ یہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا ضروری معلوم ھوتا ہے کہ آپ امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کرتے ۔ شاید آپ ان کو فقہاء کے درجہ میں نہیں لاتے ۔ تاھم اصحاب الحدیث میں اُن کا ذکر ضرور ملتا ہے ۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں مختلف مسائل پر ان اصحاب کی آراء ملتی ھیں ۔ جن کی مستقل کتابیں معدوم ھیں ۔ مثلاً ابن شبرمہ، امام الثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ۔ جب الجصاص تمام اصحاب کا ذکر کر چکتے ھیں تو اپنا بیان ,,قال ابوبکر،، سے شروع کرتے ھیں ۔ جب اکثر فقہاء ایک رائے کی طرف جھکے ھوئے ھوں تو جصاص فوراً کہتے ھیں ,,قد حصل اتفاق السلف،، اس طریقہ سے آپ یہ ثابت کرنا چاھتے ھیں کہ سلف اِس آیت یا لفظ کے یہی معنی مراد لیتے ھیں ۔ لہذا ان کا قول درست تسلیم کرنا چاھئیے ۔ الجصاص اپنے قول کی تائید میں اشعار بھی پیش کرتے ھیں ۔ دوسرے لفظوں میں ابن جریر الطبری کی طرح کلام عرب سے استشہاد پیش کرتے ھیں ۔ اس سلسلے میں الجصاص منفرد نہیں ھیں ۔ یہ طریقہ کار اکثر مفسرین کا رھا ہے ۔ الجصاص کیونکہ ,,اصولی،، تھے لہذا آپ کے ھاں حقیقت، مجاز، عام، خاص، مطلق، مقید، الناسخ والمنسوخ اور دیگر اصولوں پر بحثیں بکثرت ملتی ھیں ۔

الجصاص کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفین کو مکالمہ کے انداز میں سمجھانے کی کوشش کرتے ھیں ۔ قیل اور قال سے ان کا مکالمہ دیر تک جاری رھتا ہے ۔ الجصاص اپنے قول کے ثبوت میں احادیث اور

آثار پیش کرتے ھیں ـ آپ مخالفین کے اقوال کو احادیث کی روشنی میں جانچتے ھیں اور مخالفین کی احادیث کو جرح و تعدیل کے پیمانے پر پرکھتے ھیں ـ آپ امام شافعی کے اقوال کی زبردست مخالفت کرتے ھیں ـ ان کے ایک ایک قول کو لے کر واضح کرتے ھیں اور رد پیش کر کے اپنے قول کو ثابت کرتے ھیں ـ اس بات کا اقرار امام فخرالدین رازی نے اپنی کتاب مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) میں بھی کیا ہے ـ وہ لکھتے ھیں : ,,الجصاص امام شافعی کے سخت مخالف تھے ـ ,,الجصاص امام ابویوسف، امام محمد اور امام زفر کے اقوال بھی درست تسلیم نہیں کرتے ـ جو کہ امام ابوحنیفہ کے حق میں نہ ھوں ـ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض ناقدین نے آپ پر مقلد ھونے کا الزام لگایا ہے ـ

ابوبکر الجصاص کی احکام القرآن، قرآن بالقرآن، قرآن بالحدیث کی عملی تفسیر ہے ـ اس بات سے یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری نہیں کہ الجصاص جیسے آئمہ حضرات نے ھی ,,اصول التفسیر،، کے قواعد و ضوابط مقرر کئے ـ جب جصاص کے تمام دلائل ختم ھو جاتے ھیں تو آخری سہارا ,,نظر،، (قیاس) کا ھوتا ہے ـ

احکام القرآن میں ظاھری معنوں سے بھی استدلال کیا گیا ہے ـ مثلاً الجصاص سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی نصرانی ذبیحہ پر اللہ تعالی کا نام لے مگر دلی طور پر وہ مسیح کو ھی اللہ (العیاذباللہ) گردانتا ھو تو کیا اس ذبیحہ کا کھانا جائز ھوگا ـ الجصاص یہ جواب دیتے ھیں کہ ھاں اس ذبیحہ کا کھانا جائز ھوگا ـ کیونکہ انھوں نے ظاھراً اللہ کا نام لیا ہے ـ ھمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ ان کے دل میں کیا ہے ـ اس کے بعد الجصاص ایک حدیث کا حوالہ دیتے ھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ,,مجھے جہاد کا حکم ملا ہے ـ

جب تک لوگ کلمه ,,لا اله الا الله،، نه کهه دیں - پس جب وه کهه دیں تو انهوں نے اپنے خون اور اموال کو مجھ سے محفوظ کر لیا ،، - الجصاص مزید کہتے هیں که الله تعالیٰ نے همارے نبی محمد صلی الله علیه واله وسلم کو منافقین کے بارے میں آگاه کیا هوا تها - ان کے دلوں میں کچھ اور هوتا ہے لیکن آپ ان کی ظاهری بات پر یقین لے آتے هیں (٢٠)-

ابو بکر الجصاص کا نظریه امامت :

احکام القرآن میں مختلف نظریات پر بحث کی گئی ہے مثلاً امامت کے نظریه پر الجصاص ان الفاظ سے بحث کا آغاز کرتے هیں - ,,لغت میں امام سے مراد هر وه شخص ہے جس کی پیروی کی جائے - خواه حق پر هو یا باطل پر - لیکن اس آیت میں امام سے مراد وه شخص ہے جس کی پیروی لازم هو - اس اعتبار سے امامت کے اعلیٰ مرتبے پر انبیاء هیں - پھر راست رو خلفاء پھر صالح علماء اور قاضی،، - اس کے بعد وه لکھتے هیں ,,پس کوئی ظالم نه تو نبی هو سکتا ہے اور نه یه جائز ہے که وه نبی کا خلیفه یا قاضی یا ایسا عهده دار هو جس کی بات کا ماننا امور دین میں لازم هو - اس آیت کی دلالت سے ثابت هوتا ہے - که فاسق کی امامت باطل ہے اور وه خلیفه نهیں هو سکتا اور اگر وه اپنے آپ کو اس منصب پر مسلط کر دے تو لوگوں پر اس کا اتباع اور اس کی اطاعت لازم نهیں،، - اس تشریح سے غالباً آپ حضرت امیر معاویه کی امامت کو رد کرتے هیں - اس کا ثبوت مندرجه ذیل آیت کی تشریح سے بھی هوتا ہے - (٢١) سوره النور کی آیت نمبر ٥٥ ,,تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیئے ان سے الله کا وعده ہے که ان کو خلافت کی دولت سے نوازا جائے گا ،، کی تشریح کے سلسله میں الجصاص رقمطراز هیں: یه آیت چاروں خلفاء کی امامت کے صحیح هونے پر دلالت پیش کرتی ہے - کیونکه الله

تعالی نے حسب وعدہ ان کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا ۔ لیکن امیر معاویہ اس خلافت میں شامل نہیں ھیں ۔ کیونکہ (جس وقت یہ آیات نازل ھوئیں) اس وقت تک وہ ایمان نہ لائے تھے ۔ (۲۲) اسی طرح سورہ الحجرات کی آیت نمبر۹، ,,اگر ایمان والوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو،، کی تفسیر میں الجصاص لکھتے ھیں کہ حضرت علی نے باغی گروہ سے تلوار کے ساتھ مقابلہ کیا اور آپ کے ساتھ کبار صحابہ اور اھل بدر شامل تھے ۔ جن کی قد ر و منزلت معلوم ہے اور جو ظاھر کرتی ہے کہ حضرت علی حق پر تھے اور دوسرے گروہ والے باغی تھے ۔ (۲۳) ۔

نظریہ الحسن والقبح :

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ الجصاص معتزلہ عقائد سے متاثر تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ناقدین آپ کو معتزلی حنفی کہتے ھیں ۔ ھم یہاں ایک مثال پیش کرتے ھیں ۔ جس سے الجصاص پر معتزلہ کا اثر و رسوخ واضح ھو گا ۔ کسی چیز کے اچھے یا برے (الحسن والقبح) ھونے کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب کہ شارع (اللہ تعالی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو اچھا یا برا قرار دیا ھو یا پھر عقل کسی بات کی اچھائی یا برائی کے بارے میں فیصلہ کرے ۔ بہت سے شوافع اور اشعری مکتبہ فکر کے علماء کا خیال ہے کہ کوئی چیز بذات خود اچھی یا بری نہیں ھوتی ۔ جب تک شارع اس کے بارے میں فیصلہ صادر نہ کرے بہت سے معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی چیز کی اچھائی یا برائی معلوم کرنا عقل کا کام ہے اور جب کسی چیز کے بارے میں عقل فیصلہ کر دے کہ وہ اچھی یا بری ہے تو اس سلسلے میں اس فرد کو جو اس پر عمل کرتا ہے ثواب یا عذاب ملنا چاھئیے(۲۴) ۔

الجصاص اس میں مزید اضافہ کرتے ھوئے کہتے ھیں کہ اللہ تعالی نے کسی چیز کے کرنے کا حکم نہیں دیا جب کہ وہ اچھی نہ

هو اور کسی چیز سے منع نہیں کیا جب تک وہ بری نہ ہو ۔ اس بات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ توحید خالص بذات خود اچھی چیز ہے لہذا اس پر اعتقاد رکھنا ابد الاباد تک لازمی ہے اور اس حکم کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا ۔ اسی طرح انصاف کرنا (عدل) ایک اچھی چیز ہے ۔ اب اس کے خلاف حکم نہیں دیا جا سکتا ۔ دوسرے لفظوں میں یہ حکم نہیں دیا جا سکتا کہ اب تک انصاف پر عمل ہوتا رہا ہے اور اب اس پر عمل نہیں ہونا چاھئیے (٢٥)۔

اس بحث کو الجصاص نے اپنی کتاب ,,الاصول،، میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی جب کسی چیز کا حکم نافذ کرتے ہیں تو ان کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے کہ وہ کچھ عرصہ بعد اس حکم کو بدل دیں گے ۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ اللہ تعالی کو اپنے فیصلوں کا علم نہیں ہوتا اور وہ بعد میں اپنے فیصلے منسوخ کر دیتے ہیں ۔ ایسا خیال کرنا نظریہ ,,بدا،، کو قبول کرنے کے مترادف ہے جو الجصاص کے نزدیک یہود اور روافض کا نظریہ ہے ۔

السحر :

الجصاص معتزلہ کی طرح جادو پر بھی یقین نہیں رکھتے تھے ۔ انھوں نے اپنی کتاب احکام القرآن میں بےشمار مثالیں پیش کی ہیں ۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جادو کا مسئلہ اھمیت کا حامل نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ,,جادو گر کسی آدمی کو گدھے یا گدھے کو آدمی کی شکل میں تبدیل نہیں کر سکتے ۔ ابوبکر الجصاص اس حدیث کو صحیح قرار نہیں دیتے ۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کئیے جانے کا ذکر ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے ۔ (٢٦)

نظریه نسخ :

یوں تو احکام القرآن پورے قرآن کے احکامات کا تفصیل سے ذکر کرتی ہے لیکن الجصاص بنیادی طور پر اصولی تھے اس لئے ان کے پیش کردہ اصولوں میں سے نظریہ نسخ کا مختصر تعارف ضروری ہے۔ مصطفیٰ زید جو کہ موجودہ دور کے مصری سکالر ھیں ، اپنی کتاب ,,الناسخ والمنسوخ،، میں لکھتے ھیں کہ ,,الجصاص نے جو نسخ کی تعریف کی ہے وہ پانچ صدیوں تک تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ ،، (۲۷)

ابوبکر الجصاص نے یہ ثابت کیا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں نسخ واقع ھوا ہے۔ آپ نے ابومسلم الاصفہانی کا نام لئے بغیر ,,احکام القرآن،، میں ان پر سخت تنقید کی ہے۔ انھوں نے خبردار کیا ہے کہ نسخ کو تسلیم نہ کرنے والے مسلمانوں کے طرز عمل سے دور چلے گئے ھیں ۔ یہی عقیدہ النحاس کا ہے جنھوں نے اس کا ذکر اپنی کتاب الناسخ و المنسوخ کے مقدمہ میں کیا ہے۔ آپ نے امام شافعی کے نظریہ نسخ کی بھی مخالفت کی ہے۔ امام شافعی کا نظریہ یہ ہے کہ صرف قرآنی احکام، قرآنی احکام کو منسوخ کر سکتے ھیں ۔ اور صرف سنت کے احکام سنت کے احکام کو منسوخ کر سکتے ھیں ۔ نہ قرآن، سنت کو منسوخ کر سکتا ہے۔ اور نہ ھی سنت قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے۔ امام الجصاص نے اسی نظریہ کی مخالفت میں اپنا پورا زور لگا دیا ہے۔ انھوں نے بےشمار مثالیں پیش کی ھیں جن میں یہ واضح کیا ہے کہ قرآن اور حدیث ایک دوسرے کو منسوخ کر سکتے ھیں ۔ سنت کے قرآن سے منسوخ ھونے کی وہ یہ مثال پیش کرتے ھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ ھجرت کر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ یروشلم (بیت المقدس) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے ۔ لیکن ۱۶ مہینوں کے بعد اللہ تعالی نے آپ کو مکہ (خانہ کعبہ) کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ۔ یہ الجصاص

کے نزدیک نسخ السنہ بالقرآن کی بہترین مثال ہے۔ قرآن کے سنت سے منسوخ ہونے کی بھی ان کے پاس بہت مثالیں ہیں۔ مگر ان میں سورہ النساء کی آیت ۱۵ اور ۱٦ کا عبادہ بن الصامت کی حدیث سے منسوخ ہونا ہے۔ (۲۸)

اس موضوع پر الجصاص کو گہری دلچسپی تھی۔ آپ نے نہ صرف احکام القرآن میں اس اصول کو واضح کر کے لکھا ہے۔ بلکہ ,,اصول الفقہ،، میں اس پر تفصیلی ابواب تحریر کئے ہیں۔

الجصاص سے قبل ,,اصول الفقہ،، پر کوئی تفصیلی کتاب نہیں ملتی۔ اس لئے ہم جصاص کو ,,اصول الفقہ،، کا بانی قرار دیتے ہیں۔

ماخذ قوانین اسلامی :۔

بطور اصولی ان کے ہاں بھی اسلامی قانون کے چار بنیادی ماخذ ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔ ابوبکر الجصاص نے ان ماخذوں پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک صحابہ اور تابعین نے اپنے ادوار میں قیاس کے استعمال کی اجازت دی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بےشمار واقعات کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ جس سے نظریہ قیاس کی تائید ہوتی ہے۔ الجصاص کے خیال میں ان دنوں کوئی بھی ایسا آدمی سامنے نہیں آیا جس نے قیاس کی مخالفت کی ہو۔ لیکن بعد میں ایسے اشخاص سامنے آئے جو فقہ اور اس کے اصولوں سے واقف نہ تھے اور نہ ہی وہ سلف کے طریقوں سے باخبر تھے۔ لہذا انہوں نے جہالت میں قیاس کی مخالفت کرنا شروع کر دی۔ مخالفین میں سے سب سے پہلے وہ ابراهیم کا نام لیتے ہیں جو قیاس کی وجہ سے صحابہ پر بھی طعن و تشنیع کا کام لیتا تھا۔ ابوبکر الجصاص آگے چل کر لکھتے ہیں کہ بعد میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اگرچہ صحابہ کو تو مطعون نہیں کیا لیکن اصول قیاس کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔

الجصاص خالص طریقه سلف پر چلنے والے انسان تھے ۔ آپ نے بےشمار قرآنی آیات ، احادیث اور آثار سے اس بات کو ثابت کیا که قیاس بطور اسلامی قانون کے ماخذ کے تسلیم کرنا ہو گا ۔ اس سلسلے میں یه بات قابل ذکر ہے که الجصاص اکثر جگہوں پر قیاس اور اجتہاد کو ایک دوسرے کے مترادف سمجھتے ہیں اور اسی چیز کو بعض جگه ,,غالب ظن،، سے تعبیر کرتے ہیں ۔ الجصاص کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه کی امامت بھی اجتہاد کے ذریعه عمل میں آئی تھی ۔ (٢٩)

ان نظریات سے واضح ہوتا ہے که الجصاص نه صرف قرآنی احکام پر عبور رکھتے تھے بلکه اپنے دور کے مجتہد تھے ۔ وہ اصول الفقه کے بانی مبانی تھے ۔ ان کی احکام القرآن مختلف علوم کا سر چشمه ہے۔ یه کتاب عقائد دین کی بنیادیں فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب میں ایک خالص اسلامی رنگ چھلکتا ہے۔ یه کتاب مکالمه کے انداز میں قاری کے سامنے کسی بھی مسئله کو حقیقی صورت میں پیش کرتی ہے۔ مختلف حنفی مسائل کی صحیح ترجمانی کا حق ادا کرتی ہے۔ السرخسی کی المبسوط، ابوحسین احمد بن محمد البغدادی کی مختصر القدوری اور المرغینانی کی الهدایة کا یه کتاب ماخذ ہے۔

حوالہ جات و حواشی

١ ۔ دهخدا، لغت نامه ، تهران ، ١٣١٥هـ ص ٣٧٨ ۔

٢ ۔ الجصاص، ابوبکر احمد بن علی، احکام القرآن، (٣ جلدیں) قاهره، ١٣٤٧هـ مقدمه ۔

٣ ۔ کحاله، عمر رضا، معجم المولفین (١٥ جلدیں) دمشق ۔ ١٩٥٧، ج ٢ ، ص ٧٠

۴ ۔ بغدادی ، احمد بن علی الخطیب ، تاریخ بغداد: (١۴ جلدیں) تاریخ درج نہیں، ج ۴ ص ٣١۴۔

٥ ۔ السمعانی ، کتاب الانساب، (٦ جلدیں) حیدر آباد، ١٣٢٢هـ ج ١ ، ص ٨۴ ۔

٦ ـ ابن قطلوبغا ، تاج التراجم فی الطبقات الحنفیه، بغداد ـ ص ٦ ـ

۷ ـ الکرخی کا شمار بھی مصنفین ,,اصول الفقه،، میں ھوتا ہے ـ

۸ ـ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (نیا ایڈیشن) لندن، ۱۹۲۷، ۱۷۰، ص ۹۸٦ ـ

۹ ـ الجصاص ـ احکام القرآن، مقدمه ـ

۱۰ ـ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ـ ج ۱ ، ص ۹۸٦ ـ

۱۱ ـ اصول الجصاص ، ۲۳ ، ـ

۱۲ ـ بغدادی، تاریخ بغداد ، ج ۴، ص ۳۱٦ ـ

۱۳ ـ حاجی خلیفه، مصطفی بن عبدالله، کشف الظنون ,,تحت عنوان، الجامع الکبیر،، ـ

۱۴ ـ ابن الندیم ، الفهرست (لندن، ۱۹۷۰) ج ۱ ، ص ۱۱ ـ

۱۵ ـ Sezgin, Geschichte Des Arabischen Schifttums, (5 Vols) Lc iden, 1387/1967, Vol. 1, P. 624.

۱٦ ـ حاجی خلیفه ، کشف الظنون ، ج ۱ ص ۵۵ ـ

۱۷ ـ سید فؤاد فهرس مخطوطات ، طبع مصر، ۱۳۳۷ھ ج ۱ ، ص ۲٦۳ ـ

۱۸ ـ ابن الندیم ، الفهرست ، ص ۵۱۴ ـ

۱۹ ـ الجصاص، احکام القرآن، ج ۱، مقدمه ـ حاشیه ـ

۲۰ ـ الجصاص، احکام القرآن، ج ۱ ، ص ۱۲٦ ـ

۲۱ ـ الجصاص، احکام القرآن ـ ج ۱، ص ۹۷ ، المطبعه البهیه، مصر،۱۳۲۷ھ ـ مزید دیکھیں ابوالاعلی مودودی ، خلافت و ملوکیت، ص ۳۹ ، حاشیه، طبع لاهور ۱۹۸۲ء ـ

۲۲ ـ الجصاص، احکام القرآن، ج ۳ ، ص ۳۷۹ .

۲۳ ـ الجصاص، احکام القرآن ، ج ۳ ، ص ۴۰۰ ـ

۲۴ ـ الدوالیبی، محمد معروف ، المدخل فی علم اصول الفقه، بیروت، ۱۳۸۵ھ/۱۹٦۵ ص ۱۱ ـ

۲۵ ـ الجصاص ـ اصول الفقه ـ ۱۲۱ ـ

۲٦ ـ الجصاص، احکام القرآن ، ج ۱، ص ۴۱ ـ

۲۷ ـ مصطفی زید ، کتاب الناسخ والمنسوخ ، (۲ جلدیں) مصر، ج ۱ ، ص ۵۹ ـ

۲۸ ـ احکام القرآن میں مذکوره آیات کے تحت یه بحث درج ہے ـ اکثر حنفی علماء نسخ القرآن بالسنه کے قائل ھیں ـ امام غزالی نے بھی اس نظریه کی تائید میں دلائل پیش کئے ھیں ـ (المستصفی ص ۱۰٦)

۲۹ ـ سعید الله قاضی، ابواب الاجتهاد والقیاس، ص ٦٦ ـ

★